حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ: حیات وکمالات -ایک مختصر جائزہ

حافظ شبیب انور علوی کاکوروی،لکھنؤ

ہندوستان کے لیے چھٹی صدی ہجری کا زمانہ روحانی اعتبار سے خصوصی اہمیت کا حامل رہا ہے۔ تاریخ کے وسیع وعریض منظر نامہ پر نظر ڈالیئے تو معلوم ہوگا کہ متعدّد روحانی ہستیوں نے اپنی جدوجہد اور عزم پیہم سے ہزار ہا نفوس کی زندگیوں کے دھارے کو یکسر بدل ڈالا۔ شرک کی جگہ توحید، کثرت کی جگہ وحدت ، شرکی جگہ خیر، ظلم کی جگہ انصاف، الحاد وبیدینی اور بے یقینی کی جگہ ایمان وعرفان اور یقین کی لازوال دولت کے صد ہا سے زائد جیتے جاگتے نمونے نظر آتے ہیں۔

اسی صدی میں ملتان سے ولایت وہدایت اور رشدومعرفت کا ایک آفتاب بلند ہوتا ہے جو اپنی نورانی کرنوں، اور عرفانی تجلیات سے پورے ملک کو منوّر کرجاتا ہے۔ اس پیکر عرفان وتصوف کا نامِ نامی مسعود اور لقب فرید الدین ، گنج شکر تھا۔

حضرت بابا صاحبؒ کابل کے بادشاہ فرخ شاہ کی اولاد میں تھے۔لیکن گردش زمانہ سے ان کی حکومت ختم ہوئی۔ پھر چنگیزیوں کے حملے اور تاخت وتاراجی نے حضرت بابا صاحب کے پردادا، حضرت شیخ احمدؒ، کو شہادت کا جام پلایا اور آپ کے صاحبزادہ حضرت شعیبؒ ترک وطن فرماکر وہاں سے مع اہل وعیال لاہور آگئے، وہاں آپ کی بڑی پذیرائی ہوئی اور آپ کے علم وفضل اور تقویٰ وپرہیزگاری نے ایک عالم کو آپ کا گرویدہ بنالیا۔مگر اس سب کے باوجود آپ وہاں مستقل نہ رکے ، بلکہ ملتان کے قریب قصبہ کھوٹووال میں جسے آج چاوَلی مشائخ کہتے ہیں، تشریف لائے اور یہیں مستقل طور پر قیام فرمایا۔ بادشاہ وقت نے یہاں کی مسند قضا کے علاوہ آٹھ ہزار روپے کی جاگیر بھی عطا کی۔

ان شیخ شعیبؒ کے تین لائق وفائق صاحبزادے تھے، جن میں خواجہ جمال الدین سلیمانؒ ممتاز تھے۔ والد نے اپنے اس بیٹے کا نکاح مولانا وجیہ الدین خجندیؒ عباسی کی صاحبزادی بی بی قرسم خاتون سے کیا، جو اپنے وقت کی بڑی عارفہ ، کاملہ اور ولیہ تھیں، ان بی بی صاحبہ سے تین

صاحبزادے، خواجہ اعزالدینؒ ، بابا فرید الدینؒ اور خواجہ نجیب الدینؒ اور ایک صاحبزادی بی بی ہاجرہ پیدا ہوئیں۔ ان ہی صاحبزادی صاحبہ کے بطن سے حضرت مخدوم علاء الدین علی احمد صابر کلیری پیدا ہوئے، جو ایک بڑے سلسلہ طریقت کے بانی اور کلیر ضلع سہارنپور میں آسودۂ خواب ہیں۔

حضرت بابا صاحب کے جد امجد، والدین اور بڑے بھائی کے مزارات کھوٹو وال میں ہیں۔ خواجہ نجیب الدینؒ دہلی کی سرزمین میں آرام فرما ہیں۔

حضرت بابا صاحبؒ کی ولادت کی تاریخ میں بعض مورخین نے اتفاق نہیں کیا ہے، لیکن تحقیق سے یہ بات تقریباً ثابت ہوچکی ہے کہ ۲۹؍شعبان المعظم ۵۶۹ھ چہار شنبہ کی رات آپ کی ولادت ہوئی۔

ولادت سے قبل اور بعد میں بکثرت کرامات آپ سے منسوب ہیں آپ اپنے بچپن سے ہی عادات حمیدہ اور خصائل پسندیدہ سے آراستہ تھے۔ بچپن ہی میں والد ماجد کا سایہ سر سے اٹھ گیا، مگر اس کے باوجود آپ کی فطری خصوصیات نے آپ میں خوش اخلاقی، رحمدلی، سخاوت وشرافت، خداترسی، صبر، قناعت، توکل، رضا، ادب وشائستگی، مخلوق خدا سے محبت، ان کی تکلیفوں اور پریشانیوں کو اپنی سمجھنا جیسی بکثرت صفات سے آراستہ کردیا تھا۔

آپ کی والدہ ماجدہؒ نے آپ کی تربیت وتعلیم پر خاص توجہ دی۔ چار سال کی عمر میں مکتب میں داخل کیا اور نماز وغیرہ کی تعلیم دی۔ مشہور واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ آپ نے والدہ ماجدہ سے دریافت کیا کہ نماز پڑھنے سے کیا ملتا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ شکر ملتی ہے۔ اسی دن سے وہ جائے نماز کے نیچے تھوڑی سی شکر رکھ دیا کرتی تھیں۔ آپ نماز پڑھ کر جائے نماز (مصلی) اٹھاتے تو شکر ملتی، جسے خوشی خوشی تناول فرمالیتے۔ ایک مرتبہ آپ اپنے ہم عمر بچوں کے ہمراہ گھر سے باہر تھے۔ وہیں نماز کا وقت آگیا۔ آپ نے نماز پڑھنی شروع کی۔ والدہ ماجدہ گھر پر اس خیال سے بہت پریشان ہوئیں کہ آج اسے شکر نہ ملے گی، تو اس کے اس خیال کی تردید ہوجائے گی، بارگاہ الٰہی میں سربسجود ہوئیں۔ دعا قبول ہوئی ادھر معصوم بابا صاحب نماز سے فارغ ہوئے، مصلیٰ اٹھایا تو دیکھا کہ روز سے کہیں زیادہ شکر موجود ہے، جسے آپ اور آپ کے ہمعصر بچوں نے بھی نوش فرمایا۔ والدہ ماجدہ کے پاس واپس آنے پر یہ واقعہ بیان کیا جس پر وہ بہت خوش ہوئیں۔ اسی روز سے آپ گنج شکر مشہور ہوگئے۔ تذکرہ کی بعض کتابوں میں اس واقعہ کے علاوہ بھی ایک دو واقعات ہیں، جن سے آپ کے

لقب گنج شکر کی تائید ہوتی ہے۔

مکتب کی تعلیم کے دوران آپ جب بغرض تفریح ویرانہ وجنگل کی طرف تشریف لے جاتے تو یہ آواز سنتے کہ مسعود! بیکار نہیں پیدا کیا گیا ہے۔ اپنے حقیقی مقصد کو حاصل کرنے کے لئے اٹھ کھڑا ہو۔ چنانچہ بچپن سے ہی آپ کا قلب ہر چیز سے بیگانہ ہو چکا تھا۔

ہر کسی را بجہان خویشے و پیوندی ہست
غم تو خویش من وعشق تو پیوند من است

(ہر ایک کا دنیا میں کوئی نہ کوئی عزیز رشتہ دار ہے۔ میرا عزیز تیرا غم اور رشتہ دار تیرا عشق ہے)

اس کے باوجود سات برس کی عمر میں کلام پاک حفظ کیا اور پھر تمام علوم دینیہ کی تعلیم وتحصیل میں منہمک ہوگئے۔ ابتدائی ضروری تعلیم سے فراغت کے بعد والدہ ماجدہ نے ضروری سامان ساتھ کرکے مزید تعلیم کے لئے ملتان روانہ کردیا، جہاں آپ نے مولانا منہاج الدین ترمذیؒ سے تمام درسیات کی تکمیل کی۔

ایک روز وہیں بیٹھے کتاب نافع کا مطالعہ کررہے تھے۔ حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ تشریف لائے۔ دورکعت تحیۃ المسجد پڑھنے کے بعد آپ کی طرف متوجہ ہوئے فرمایا: کیا پڑھ رہے ہو؟ عرض کیا کہ نافع پڑھ رہا ہوں۔ انہوں نے ارشاد فرمایا کہ نافع سے کچھ نفع پہنچنے کی امید ہے؟ بابا صاحب نے عرض کیا: اس سے تو خیر کیا فائدہ پہنچے گا، البتہ حضور کی کیمیا اثر نگاہ سے ضرور فائدہ پہنچنے کی امید ہے اور اٹھ کر حضرت قطب الدینؒ کی قدم بوسی کی اور ایک سرمستی اور وجدانی کیفیت طاری ہوگئی۔ تعلیم کو یکسر خیر باد کہنا چاہا مگر قطب صاحبؒ نے فی الوقت منع فرمایا، چنانچہ آپ پھر تحصیل علم میں مشغول ہوگئے۔ اس کے لئے آپ نے مختلف جگہوں کے سفر بھی کیے۔ پھر والدہ محترمہ کی خدمت میں تقریباً ۱۲ سال گزار کر واپس آئے۔ اس تمام عرصہ میں آپ نے ریاضت ومجاہدہ نفس میں بھی کوئی کسر نہ چھوڑی۔ آئینہ قلب خوب صیقل ہوا۔

اپنے مستقر سے بیعت کی خاطر دہلی آئے اور حضرت قطب صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے دیکھتے ہی فرمایا کہ تم اپنا کام پورا کرکے آئے ہو! پھر سلسلہ عالیہ چشتیہ میں مرید فرمایا۔ اس وقت صاحب سیر الاولیاء کے قول کے مطابق حضرت قاضی حمید الدین ناگوری، مولانا علاء الدین کرمانی، سید نور الدین مبارک غزنوی، مولانا شمس الدین، شیخ نظام الدین ابو المؤید، شیخ محمود

موئینہ قدست اسرارہم جیسی عظیم شخصیتیں بھی موجود تھیں۔

بیعت کے بعد بہت سی باطنی نعمتیں عطا فرمائیں ۔آپ کے سر پر چہار ترکی کلاہ رکھی اور ارشادفرمایا کہ فرید! شیخ وقت میں ایسا باطنی تصرّف ہونا چاہئے کہ جب کوئی طالب اس کی خدمت میں مرید ہونے حاضر ہوتو وہ اپنی باطنی قوت سے اس کے سینہ کا زنگار دور کرکے اسے دنیاوی آلائش سے پاک کرے اور اس کا ہاتھ پکڑ کر خدا تک پہنچادے۔ اگر اس میں یہ قدرت اور نصرت نہ ہوتو سمجھ جاؤ کہ شیخ اور مرید ہدایت کے راستہ سے ناواقف ہیں الخ۔

مرید فرمانے کے بعد مزید تربیت اور جلاء قلب کے لئے اپنی خانقاہ میں قیام کا حکم دیا اور آپ نے زبردست مجاہدے وریاضتیں فرمائیں۔آپ نے خدمت شیخ اور ان کی پیروی و اطاعت میں کوئی دقیقہ نہ چھوڑا۔ پھر چلّوں ، ریاضتوں اور مجاہدوں نیز شیخ کی کیمیا نظری سے جب آپ میں پوری صلاحیت واستعداد پیدا ہوگئی تو انہوں نے آپ کو باطنی خلافت سے بھی سرفراز فرمایا اور خلافت کی سند عطا کی۔حضرات صوفیہ نے تحریری سند کی بڑی اہمیت فرمائی ہے۔

دہلی اور اطراف میں آپ کی بزرگی کی شہرت ہونے کے بعد مخلوق کا اژدہام شروع ہوا۔ چنانچہ آپ ہانسی تشریف لے گئے،لیکن وہاں بھی خلقت کا ہجوم رہا۔ ہانسی کے دوران قیام ہی حضرت قطبؒ کا دہلی میں وصال ہوگیا۔

وصال سے قبل حضرت قطبؒ نے اپنے تمام تبرکات مع خرقہ خلافت وجانشینی ، حضرت خواجہ قاضی حمید الدین ناگوریؒ کو امانتاً سپرد فرمائے۔حضرت باباؒ پیرومرشد کے آستانہ پر پہونچے تو قاضی صاحب نے وہ امانتیں آپ کے سپرد کیں اور تمام دوسرے خلفاء ومشائخ نے بالا تفاق آپ کو خواجہ قطب الدینؒ کا جانشین تسلیم کرلیا۔آپ نے اسی خانقاہ پر مستقل قیام فرمایا اور جمعہ کے علاوہ خانقاہ شریفہ سے باہر نہ آتے تھے۔

ایک جمعہ کو جب آپ خانقاہ سے باہر آئے تو ایک مجذوب سے جو ہانسی (ہریانہ) سے آئے تھے، ملاقات ہوئی انہوں نے دوبارہ ہانسی چلنے کی منّت سماجت کی آپ پر اس کا بہت اثر ہوا۔ اپنے مرشد زادوں سے اجازت لے کر آپ ہانسی تشریف لے گئے،مگر کچھ ہی روز بعد خلقت کے ہجوم سے پریشان خاطر ہوکر شیخ جمال الدین کو خرقہ عطا فرما کر اپنے وطن کوٹھوال روانہ ہوئے ۔ وہاں بھی شہرت کی زیادتی اور مخلوق کی جوق در جوق آمد نے زیادہ عرصہ قیام نہ کرنے دیا اور آپ اجودھن، جو آج

کل پاکپٹن کے نام سے مشہور ہے، تشریف لے گئے اور چوں کہ ندائے غیبی آچکی تھی کہ فرید! ’’تجھے مخلوق کی تربیت کے لئے پیدا کیا گیا ہے، حقیقت کے طالبوں کو اپنے دروازہ سے خالی ہاتھ مت لوٹانا۔‘‘ اس لیے آپ نے وہیں مستقل سکونت اختیار کرلی اور ایک عالم کو اپنے فیوض وبرکات سے سرفراز فرمایا۔ ۶۴۶ھ سے آپ کا مستقل قیام وہیں رہا۔

پاکپٹن میں ہی آپ نے رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے والی سنّت نبویہ پر عمل کیا اور یکے بعد دیگرے چار شادیاں فرمائیں ۔بعض روایتوں میں تین کی صراحت ہے۔ سلطان غیاث الدین بادشاہ، دہلی کی صاحبزادی کے بطن سے آپ کے پانچ صاحبزادے ۔ (۱)۔ شیخ شہاب الدین (۲)۔ خواجہ بدرالدین (۳)۔خواجہ نظام الدین (۴)۔خواجہ محمد یعقوب (۵)۔ خواجہ عبد اللہ رحمہم اللہ، اور تین صاحبزادیاں (۱)۔ بی بی فاطمہؒ، (۲)۔ بی بی شریفؒ اور (۳) بی بی مستورہؒ پیدا ہوئے۔

آپ کے سب صاحبزادے اور صاحبزادیاں نیکی وتقویٰ اور پرہیزگاری سے آراستہ تھے ۔

ایک طویل عرصہ تک مخلوق خدا کو فیضیاب وبامراد کرکے یکم محرم ۶۶۴ھ کو آپ کیفیت وصال میں مبتلا ہوئے اور ۵ محرم الحرام ۶۶۴ھ (۱۲۶۵ء) سہ شنبہ کو واصل بحق ہوگئے۔ پاکپٹن شریف میں آپ کا مزار مبارک مرجع خاص وعام ہے۔

آپ کے وصال پر بہت سے حضرات نے قطعات منظوم کیے۔

یوں تو آپ کے بہت سے خلفاء ومجاز ہوئے، مگر جن بزرگوں کے اسماء تاریخ وتذکرہ کی کتابوں میں ملتے ہیں وہ یہ ہیں:

۱۔ شیخ نجیب الدین متوکلؒ
۲۔ مولانا بدر الدین اسحٰقؒ
۳۔ سلطان المشائخ سید نظام الدین اولیاء بدایونیؒ
۴۔ مخدوم علاء الدین علی احمد صابر کلیریؒ
۵۔ شیخ جمال الدین ہانسویؒ
۶۔ شیخ عارفؒ
۷۔ مولانا فخر الدین صفاہانیؒ
۸۔ مولانا معین الدین عبد اللہؒ

۹۔ شیخ شمس الدین ترک پانی پتیؒ
۱۰۔ شیخ زین الدین دمشقیؒ
۱۱۔ شیخ علی شکر ریزؒ
۱۲۔ شیخ جمال کامل داؤدؒ وغیرہ

مزید برآں بعد کے سوانح نگاروں نے اور بھی بہت سے اسماء کو شامل کیا ہے، مگر اوّل الذّکر چھ برآوردہ خلفاء پر سب کا اتفاق ہے۔

صوفی حضرات کی تعلیمات اور ارشادات بڑی اہمیت اور افادیت کے حامل ہوتے ہیں، چنانچہ آپ کے چند ارشادات یہاں تبرکاً درج کیے جارہے ہیں۔ ان سے آپ کے مقام وکمالات کا بھی اندازہ ہوگا۔

۱۔ درویشی در اصل پردہ پوشی ہے۔ درویش کو چار باتوں پر عمل کرنا لازمی ہے: اپنی آنکھیں بند رکھے تا کہ کسی کا عیب نہ دیکھے، کان بند رکھے کہ ناپسندیدہ اور منع کی ہوئی باتیں نہ سنے، زبان بند رکھے، تا کہ جو بات نہ کہنے کی ہو نہ کہہ سکے، پاؤں کو لنگڑا کرے تا کہ نفس کی خواہش پر بُرے راستہ نہ چلے۔

۲۔ علماء ومشائخ کی دوستی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دوستی ہے۔ فقیہ عالم، ہزاروں عابدوں سے بہتر ہے، جو رات رات بھر عبادت کریں اور دن کو روزے رکھیں۔

۳۔ درویشوں کو امراء بادشاہوں کی صحبت سے حتی الامکان بچنا چاہئے، کیوں کہ ان کی صحبت فقراء کے لئے زہر ہلاہل ہے۔

۴۔ جب مومن بیمار ہو تو اسے جان لینا چاہئے کہ یہ بیماری اس کے لئے رحمت الٰہی ہے، جو اسے گناہوں سے پاک کرتی ہے۔

۵۔ عشق ومعرفت میں وہی شخص کامل ہے جسے ہر حال میں یادالٰہی کا خیال ہو۔

۶۔ خود سے چھوٹو تو حق سے ملو۔

۷۔ تم جیسے ہو ویسا ہی اپنے آپ کو ظاہر کرو ورنہ کل قیامت کے روز جیسے تم ہو تم کو دکھا دیا جائے گا۔

۸۔ سب سے ذلیل وہ ہے جو کھانے، پہننے میں مست رہتا ہے۔

۹۔ اپنے کام کو لوگوں کی ہمت شکن باتوں کی وجہ سے نہ چھوڑ دینا چاہیے۔

۱۰۔ دل کو شیطان کا کھیل نہ بناؤ۔

۱۱۔ گناہ پر شیخی نہ بگھارو۔

۱۲۔ تدبیر میں مصیبت اور تسلیم میں سلامتی ہے۔

۱۳۔ جسم کو من مانی نہ کرنے دو کیوں کہ پھر وہ بہت مانگے گا۔

۱۴۔ جو تم سے ڈرے تم اس سے ڈرو۔

۱۵، دوست کو تواضع سے اپنا بناؤ۔

۱۶۔ پرانے خاندان کی حرمت وعزت ملحوظ رکھو۔

۱۷۔ ایسا سچ بھی نہ بولو، جو جھوٹ معلوم ہو۔